



پہلی بات : اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی راحت اور آرام ہی کو اہم سمجھتے ہیں اور جب انھیں کچھ ایسی چیزیں مل جائیں جن پر وہ فخر کر سکیں تو دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر اچھے انسان وہ ہیں جو دوسروں کے لیے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرنے کے لیے قربانیاں دیتے ہیں، خواہ انھیں تکلیفیں کیوں نہ سہنی پڑے۔ سبق ’گرم شال‘ میں ایسی ہی ایک مثالی معلمہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : صالحہ عابد حسین ۱۸ اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے انھوں نے ادیب فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صالحہ عابد حسین نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم و ادب کا گہوارا تھا۔ وہ مولانا الطاف حسین حالی کی پوتی تھیں۔ ان کے بھائی خواجہ غلام السیدین مشہور ماہرِ تعلیم تھے۔ مشہور ادیب عابد حسین ان کے شوہر تھے۔ صالحہ عابد حسین نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں آٹھ ناول، مضامین اور کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے میر انیس کے مرثیے دو جلدوں میں مرتب کیے۔ ’عذرا، اپنی اپنی صلیبیں، ساتواں آنگن‘ (ناول)، ’سفر زندگی کے لیے، سوز و ساز‘ (سفرنامہ) ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۸ جنوری ۱۹۸۸ء کو وہ دہلی میں انتقال کر گئیں۔

”امی کام تو میں نے سب ختم کر لیا۔ اب تیار ہو جاؤں جا کر؟“ نفیسہ نے چہک کر کہا۔ ”ہاں بچی تجھے دیر نہ ہو جائے۔“ ماں نے آہستہ سے کہا۔ جب سے وہ بیمار پڑی تھی نفیسہ کی آواز میں یہ چہک نہ سنی تھی، چہرے پر یہ مسرت نہ دیکھی تھی۔ شکر ہے، اب اس کا بخار ٹوٹا تو بچی کی فکر بھی دور ہو گئی اور گھر کے کاموں کا سارا بار جو اس پر آ پڑا تھا اس کا بوجھ بھی کم ہو گیا۔

نفیسہ نے ابھی پچھلے مہینے ہی تو بڑی مشکل سے ماں سے اجازت لے کر پڑوس کے اسکول میں کام شروع کیا تھا۔ یہ نیا قدم انھوں نے کتنی ہچکچاہٹ، کتنے تردد کے بعد اٹھایا۔ میر ضامن علی کی پڑپوتی... جن کی سوگاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے؟ وکیل صاحب کی لاڈلی، اکلوتی بیٹی روٹی کھانے کے لیے دوسروں کی چاکری کرے؟ آج ان کے میاں زندہ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ جوان لڑکا اگر بیوی کو لے کر الگ نہ ہو گیا ہوتا تو... الہی تو نے اسی دن کے لیے مجھے زندہ رکھا تھا؟ یہ سب سوچ کر ان کا دل بھرا یا مگر انھوں نے بہت ضبط کیا۔ بیٹی کے سامنے وہ کبھی آنکھ سے آنسو نہیں نکالتی تھیں... ”جار ہی ہو میری لال... دیر نہ کرنا۔“

”نہیں امی، بس چھٹی ہوتے ہی بھاگتی ہوں میں تو۔“ نفیسہ جانے کو مڑی پھر رُک گئی۔ کھدر کی قمیص اور لٹھے کی شلوار پر اس نے ماں کی کئی سال پرانی شال لپیٹ رکھی تھی۔ ”کیسی لگ رہی ہوں امی جی میں؟“ مسکرا کر اس نے کہا تو اس کی مسکراہٹ کی چھوٹ ماں کے لبوں پر بھی پڑ گئی ”ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! ہزاروں میں ایک۔“ نفیسہ ہنسی ”ماں کی نظر!“ اور تیزی سے باہر چلی گئی۔

کوئی مدد کرنے نہ آیا۔ اعتراض کرنے کے لیے کنبہ برادری والے موجود ہو گئے۔ وہ تو بھلا ہورام چندر دادا کا جنھوں نے اسے کام دلایا۔ خود انھیں سمجھایا کہ محلے ہی میں اسکول ہے... پھر یہ تو غریب بچوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ اپنی بھی مدد اور دوسروں کی بھی... کیسے ہمدرد اور شریف ہیں رام دادا... اور ایک یہ عزیز رشتے دار ہیں... وہ کس کس کے آگے رونا روئیں کہ جب اپنے ہاتھ پاؤں اور بینائی جواب دے رہی ہے اور جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں؟ جس بیٹے کو انھوں نے ہزاروں ڈکھ اٹھا کر پالا، دن کو دن نہ سمجھا، رات کو رات نہ جانا، راتوں کو سوٹر بنے، دنوں میں سلائیاں کیں، اچار اور چٹنیاں بنا کر بیچیں اور اسے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کرایا۔ باپ کا جانشین بنے گا میرا لاڈلا... اور اسی نے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر، بیاہ رچا کر، اپنا گھرا لگ بسا لیا۔ بیوی کو ساس نند کے پاس رہنا پسند نہیں... اپنا سونا کھوٹا، تو پر کھنے والے کا کیا دوش... الہی! میری بچی کی ہزاروں برس کی عمر ہو... وہ تو اب میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی... کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میری بچی کو...“

کچھ دن سے رضیہ بی دیکھ رہی تھیں کہ نفیسہ ادھر کچھ چپ چپ سی رہتی ہے یا آنکھوں کی وہ چمک، آواز کی وہ چمک جو شروع میں نظر آتی تھی، اب کم ہو گئی ہے اور وہ کسی سوچ میں، کچھ حسرت کے سے عالم میں رہتی ہے۔ پہلے ماں سمجھ نہ سکی کہ کیا بات ہے مگر پھر غور کرنے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔

شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ ماں گھبرا گئیں۔ انھوں نے پوچھا، ”کیا ہوا بیٹی؟“ نفیسہ نے روہانسی آواز میں کہا، ”وہ امی... وہ کنول اور شکیلہ ہے نا، انھوں نے آج میری شال اور سوٹر پر فقرے کسے اور...“

”کیوں؟ تیری شال اور سوٹر سے انھیں کیا مطلب؟“

”امی وہ امیر ہیں نا، کئی کئی سو کی شالیں، ولایتی کوٹ اور سوٹر پہن کر آتی ہیں۔ انھوں نے سارے اسکول کے اسٹاف کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔“ رضیہ بی کا چہرہ اتر گیا۔ اچانک نفیسہ کو بھی احساس ہوا کہ اس کے منہ سے وہ بات نکل گئی ہے جو اسے کہنی نہیں چاہیے تھی۔ اس نے فوراً امی کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا، ”چھوڑو امی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ جلدی سے کچھ کھانے کو دو۔“ اس وقت تو بات آئی گئی ہو گئی مگر روز صبح سرد ہوا میں نفیسہ سوٹر کے بٹن بند کرتی اور پرانی شال کو کس کر لپیٹ لیتی اور چلی جاتی تو ماں کا دل کوئی اندر سے یوں مسل ڈالتا جیسے وہ اب دھڑک نہ سکے گا... وہ سوچ رہی تھیں، نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے ایک شال اور سوٹر کا اون آئے گا۔ اب بھی وہ بٹن تو سکتی ہیں۔

”امی! اب میں دوسری کلاس کو پڑھا رہی ہوں۔ ہیڈ مسٹر لیس اور رام دادا دونوں میرے کام سے بہت خوش ہیں!“

ایک دن نفیسہ نے ماں کو بتلایا۔

”بیٹی! خدا انھیں نیک کام کی جزا دے اور تجھے خوش رکھے۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے۔“ ماں نے درد اور محبت

بھرے لہجے میں کہا۔

”امی! میرے بچے بڑے اچھے ہیں۔ دو تین کے سوا سب ذہین ہیں اور امی، میرے بچے مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ میری ہر بات مان لیتے ہیں مگر...“ وہ بات کرتے کرتے افسردہ ہو گئی۔

”مگر... وہ کیا بات ہے۔ تو روہانسی کیوں ہو رہی ہے؟“

”امی، ان میں سے بعض بچے بہت غریب ہیں۔ اتنے غریب کہ یونیفارم تک نہیں بنا سکتے۔ کئی لڑکیاں تو پرانے کرتوں پر پھٹے دوپٹے لپیٹ کر آتی ہیں۔“

”ہاں میری بچی...“ ٹھنڈا سالن لے کر ماں نے اپنی سوتی شال بیمار ہڈیوں کے گرد لپیٹ لی۔ ”ابھی ہمارے ہاں بہت غریبی ہے۔“

مہینے کی تیسری تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی اور ماں کے گلے میں بائیں ڈال کر سو روپے ان کے قدموں میں رکھ دیے۔

”امی، رام دادا نے کہا ہے، دو تین مہینے بعد وہ میری تنخواہ بڑھا دیں گے۔“ ماں نے بیٹی کو گلے لگا لیا۔ ”تو سچ مچ میری بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے۔ اب جلدی سے بازار جا اور اس میں سے اپنے لیے ایک گرم شال اور دو کرتوں کا کپڑا خرید لائیو۔“

”مگر امی گھر کا خرچ...؟“

”ارے گھر کا خرچ جیسے آج تک چلا اس مہینے میں بھی چل جائے گا...“ محبت بھری نظروں سے ماں نے بیٹی کو دیکھا اور وہ ہنستی، پنچوں کے بل ناچتی اپنی سہیلی سرلا کے پاس شام کی شاپنگ کا پروگرام بنانے چلی گئی۔

سورج چھپ چکا تھا۔ نفیسہ اب تک واپس نہ آئی تھی۔ رضیہ بی کے دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور جب نفیسہ نے کئی تھیلے لاکر ماں کے سامنے ڈھیر کر دیے تو انھوں نے غصے سے کہا، ”اتنی دیر کیوں کر دی؟ میں فکر کے مارے مری جا رہی تھی۔“

”ارے امی! وہ بسوں کا جو چکر تھا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں...“ یہ کہہ کر اس نے سب سے اوپر والا تھیلا کھولا اور ایک بڑی سرمئی رنگ کی اونی اور سوتی دھاگے کی مکس بنی شال ماں کے کندھوں پر ڈال دی۔

”امی، ناپسند نہ کیجیے گا... نہیں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔“ انھوں نے شال کو پھیلا کر دیکھا، چوما اور سر پر ڈال لیا۔ ”بہت اچھی اور گرم ہے۔ اور تیری شال اور سوئٹر؟“ باقی تھیلے نفیسہ نے پلنگ پر الٹ دیے۔ بہت سستی گہرے سبز رنگ کی کوئی دو پونڈ اون اور اسی رنگ کا کچھ کھڈر... ”اری یہ کیا اٹھالائی؟“ ماں نے کچھ حیرانی اور غصے سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ ”امی جی! میری کلاس کے کچھ بچے بہت غریب ہیں۔ میں یہ اون اور کھڈران کے واسطے لائی ہوں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تیرے پیسے ہیں جیسے چاہو خرچ کرو۔“ اس کی آواز میں خوف بھی تھا اور خوشامد بھی۔

ماں کچھ دیر جوان بیٹی کا منہ تکتی رہی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اُمنگلوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار!

بھرے گلے سے وہ اتنا ہی کہہ سکیں، ”مگر... مگر تیری شال نفیسہ...“

”میری شال؟ ارے پیاری امی جی! میری اس شال سے زیادہ حسین شال کس کے پاس ہے بھلا۔ دیکھیے۔ اس میں مامتا کا حسن، محبت و خلوص کا رنگ ہے۔ محنت اور جفاکشی کی گرمی ہے اور ماں کی محبت کا تانا بانا۔“ نفیسہ نے اپنی ماں کی پرانی شال کو اپنے گرد لپیٹتے ہوئے زور سے ماں کو بھی لپٹا لیا اور کہا ”میری پیاری امی۔“

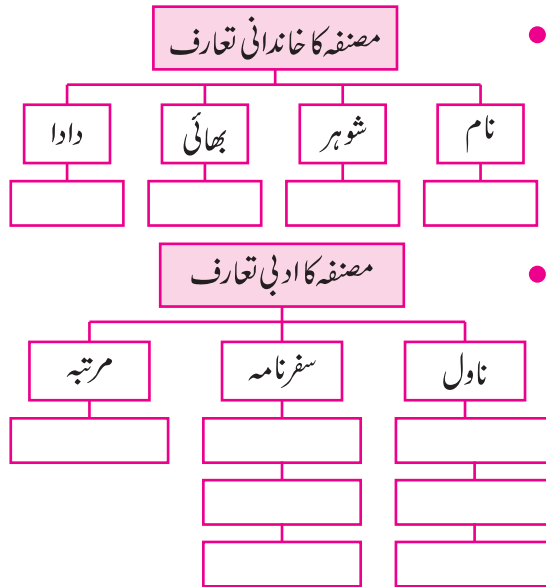
معانی و اشارات

Foreign	غیر ملکی	ولایتی
Inferiority complex	خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرنا	احساس کمتری
To be sorrow	اُداس ہونا	چہرہ اُترنا
Boon	نیکی کا بدلہ	جزا
Sad	غمگین، اُداس	افسردہ
Quick heartbeat	دل کا زور زور سے دھڑکنا	دل میں پچھلے
Selflessness	اُولیت دینا	لگے ہوئے
	اپنے فائدے سے دوسرے کے فائدے کو	ایثار

Hesitation	اندیشہ، پس و پیش، ہچکچاہٹ	تردد
Low level service	ملازمت	چاکری
Fill with sorrow	رونے کے قریب ہونا	دل بھر آنا
Cotton cloth	سوتی کپڑے کی ایک قسم	کھدر
Cotton cloth	سوتی کپڑے کی ایک قسم	لٹھا
Complain	دکھڑا بیان کرنا، شکوہ کرنا	رونا رونا
Eye sight	نظر	بینائی
Error, blame	غلطی	دوش
Become very rich	بہت دولت مند ہو جانا	قارون کا خزانہ مل جانا
Unfulfilled wish	پوری نہ ہونے والی آرزو	حسرت

مشقی سرگرمیاں

مصنفہ کے خاندانی تعارف اور ادبی تعارف کے لیے ذیل کے شجرہ خا کے مکمل کیجیے۔



نفسیہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔

رضیہ بی کا کنبہ برادری والوں کے مقابلے میں رام دادا کا احسان ماننے کی وجہ بیان کیجیے۔

سبق کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

ذیل کی شخصیات سے صالحہ عابد حسین کا رشتہ لکھیے۔

- ۱۔ الطاف حسین حالی
- ۲۔ خواجہ غلام السیدین
- ۳۔ عابد حسین

درج ذیل شخصیات کی خصوصیات لکھیے۔

- ۱۔ نفسیہ کے دادا میر ضامن علی
 - ۲۔ نفسیہ کے والد
- ماں کی شال سے متعلق نفسیہ کے بیان سے مناسب لفظ لکھیے۔

نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

- ۱۔ نفسیہ کے چمک کربات کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔
- ۲۔ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

❖ قوس میں دیے ہوئے الفاظ سے مناسب لفظ منتخب کر کے بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ کھدر کی قمیص اور لٹھے کی شلوار پر اُس نے ماں کی لپیٹ رکھی تھی۔ (چادر، شال)

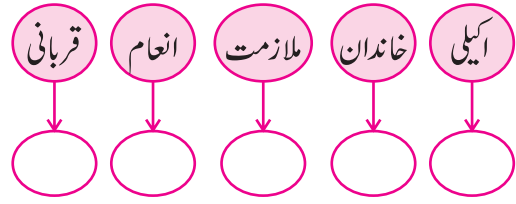
۲۔ بیٹے کو اُنھوں نے ہزاروں اٹھا کر پالا۔ (دھ، جتن)

۳۔ شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں تھیں۔ (نم، لال)

۴۔ نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے آئے گا۔ (اون، سوٹر)

۵۔ مہینے کی تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی۔ (پہلی، تیسری)

❖ درج ذیل الفاظ کے لیے سبق میں آئے ہوئے الفاظ لکھیے۔



❖ سبق کی روشنی میں 'بیٹی پڑھاؤ' اس عنوان پر مضمون لکھیے۔

❖ نفیسہ کی آواز میں چہک آنے کی وجہ تحریر کیجیے۔

❖ تردد کے بعد اٹھانے جانے والے قدم کو لکھیے۔

❖ قدم اٹھانے میں تردد کا سبب بیان کیجیے۔

❖ نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

❖ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

❖ نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔

❖ کنول، شکیلہ اور نفیسہ کے مشاہدے اور سوچ میں فرق کی وضاحت کیجیے۔

❖ پہلی تنخواہ سے متعلق رضیہ بی اور نفیسہ کے منصوبے تحریر کیجیے۔

❖ نفیسہ کے مطابق والدہ کی دی ہوئی شال کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

❖ کہانی کے پیغام پر چار سطریں تحریر کیجیے۔

❖ اسکول میں آپ کے ساتھ یا آپ کے ساتھی/سہیلی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے مختصراً لکھیے۔

❖ سبق کے لیے اپنی پسند کا عنوان تجویز کیجیے۔

❖ سبق سے اپنی پسند کے چار محاوروں کے لیے انگلش idioms تلاش کر کے لکھیے۔

❖ سبق میں شامل اسم خاص تلاش کیجیے اور انھیں لغوی ترتیب (Alphabetical order) میں تحریر کیجیے۔

❖ امی کام تو میں نے سب ختم کر لیا، اب تیار ہو جاؤں جا کر؟ نفیسہ نے چہک کر کہا۔

(جملے میں مناسب علاماتِ اوقاف کا استعمال کیجیے)

❖ جن کے سوگاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے

(جملے کے اختتام پر مناسب نشان لگائیے)

❖ اُمنگلوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار

(جملے کے اختتام پر مناسب نشان لگائیے)

❖ درج ذیل علاماتِ اوقاف کے نام لکھیے۔

! ؟ ” “ : ؛

❖ سابقہ لاحقہ

۱۔ نا + لائق = نالائق مرکب لفظ ہے۔

سابقہ 'نا' کی مدد سے چار نئے الفاظ بنائیے۔

۲۔ خوش + آمد = خوش آمد مرکب لفظ ہے۔

لاحقہ 'آمد' کی مدد سے چار نئے الفاظ بنائیے۔

❖ جملے میں خط کشیدہ الفاظ کی ضدیں لکھ کر جملہ مکمل کیجیے۔

۱۔ نیک کام کی جزا دے تو

..... کام کی بھی دے

۵۔ اپنے لیے گرم شال خرید لائیو۔ ماں سالن لے کر آگئی

سرگرمی

رابندر ناتھ ٹیگور کی مشہور کہانی 'کابلی والا' تلاش کر کے پڑھیے۔

۲۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے

تیرا میری ہے

۳۔ جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں

جوان بیٹی ہو تو پھر کیا کہنا

۴۔ ہر روز صبح وہ گھر سے نکلتی اور دیر گئے واپس

آتی

عملی قواعد

ضمیر (Pronoun)

میں، ہم، تو، تم، آپ، وہ، انھیں، ہماری، تمھاری، ان وغیرہ ضمیریں ہیں۔ یہ جملے دیکھیے:

۱۔ یہ میوزیم بہت مشہور ہے۔

۲۔ وہ کرسی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی ہے۔

پہلے جملے میں لفظ 'یہ' اسم میوزیم کے لیے استعمال ہوا ہے اور 'وہ' لفظ کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے اس لیے یہ الفاظ

'ضمیر اشارہ' (Demonstrative pronoun) ہیں۔ 'یہ' قریب کا اشارہ ہے اور 'وہ' دور کا۔

صفت (Adjective): قسمیں

آپ جانتے ہیں کہ اسم کی کیفیت یا حالت بتانے والے لفظ کو 'صفت' کہتے ہیں۔ صفت جس اسم کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ 'موصوف' کہلاتا ہے مثلاً

صفت موصوف

ذہین لڑکا

نرم مزاج انسان

ٹوٹا ہوا گھر

یہاں لڑکا، انسان، گھر کے لیے صفت کے جو الفاظ آئے ہیں وہ ان کی ذاتی خصوصیات بتاتے ہیں۔ اس لیے ایسی صفت کو

'صفت ذاتی' (genitive adjective) کہا جاتا ہے۔

دوسری مثالیں: کالا گھوڑا، اندھا فقیر، لمبی رات، سونا راستہ

❖ پڑھے ہوئے اسباق سے صفت ذاتی کی دس مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

اب ذیل کی مثالیں پڑھ کر غور کیجیے۔

ولایتی کوٹ، سوتی شال، اونی دھاگا

الفاظ 'ولایتی، سوتی، اونی' یہ الفاظ 'کوٹ، شال، دھاگا' سے نسبت رکھتے ہیں اس لیے صفت کے ایسے الفاظ 'صفت نسبتی' (relative adjective) کہلاتے ہیں۔

دوسری مثالیں: عربی گھوڑا، انگریز مسافر، ہندی زبان، طوفانی رات۔

ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے

۲۔ اپنے لیے ایک شال اور دو گرتوں کا کپڑا خریدا لائیو

۳۔ بیٹے کو انھوں نے ہزاروں ڈکھ اٹھا کر پالا۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں 'سو روپے، ایک شال، دو گرتوں' سے ایک مقدار کا پتا چل رہا ہے۔ یہاں 'روپے، شال اور گرتا' اسم ہیں جن کی خصوصیت 'سو، ایک، دو' کے اعداد (numbers) سے بتائی گئی ہے۔ ایسی صفت کو 'صفت عددی' (numeral adjective) کہتے ہیں جیسے:

اکبر نے ہندوستان پر پچاس برس دو مہینے سات دن حکومت کی۔

تیسری مثال میں لفظ 'ہزاروں' سے ڈکھ کی صفت بتائی گئی ہے لیکن یہ طے نہیں ہے کہ کتنے ڈکھ۔ اس قسم کی صفت کو 'صفت مقداری' (quantitative adjective) کہتے ہیں۔

صفت مقداری کی دوسری مثالیں: دسیوں جانور، سیکڑوں کتابیں، لاکھوں روپے، کروڑوں لوگ وغیرہ۔